

قرآن کے متعلق عقیدہ

اب رہا قرآن کریم تو اس کے متعلق باتیں ان مذہب تشیع و راہداران فرقہ مذکورہ اس قرآن کریم کا صراحتاً انکار کرتے نظر آتے ہیں۔ نمونہ کے طور پر اسی اصول کافی صفحہ ۶۷ پر یہ روایت دیکھیں کہ امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ قرآن کریم کو جمع کرنے اور اس کی کتابت سے فارغ ہوئے تو لوگوں سے کہا کہ اللہ عز و جل کی کتاب یہ ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد (ﷺ) پر اس کو نازل فرمایا ہے اور میں نے ہی اس کو اکٹھا کیا ہے۔ جس پر لوگوں نے کہا کہ ہمارے پاس قرآن شریف موجود ہے ہمیں کسی نئے قرآن کی کیا ضرورت ہے۔ اس پر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی قسم آج دن کے بعد تم اس قرآن کو کبھی نہ دیکھو گے۔ اسی صفحہ پر امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منسوب ایک روایت اور بھی ملاحظہ فرمائیں کہ جو قرآن حضور ﷺ پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے جبریل علیہ السلام لائے تھے اس کی سترہ ہزار (17000) آیتیں تھیں اور غریب اہل السنۃ والجماعت کے پاس تو صرف چھ ہزار چھ سو چھیاسٹھ (6666) آیات والا قرآن کریم ہے۔ اسی اصول کافی صفحہ ۶۷ پر بھی نظر ڈالتے جائیے اور اگر اس قرآن کریم سے صراحتاً انکار کی شان کسی حد تک تفصیل کے ساتھ دیکھنا چاہیں تو اصول کافی صفحہ ۲۶۱ تا ۲۶۸، ۶۷۱ اور تاریخ التواریخ جلد ۲ صفحہ ۳۹۳ و ۳۹۴ اور تفسیر صافی جلد اول ص ۱۳ مطالعہ فرمائیں اور باتیں ان مذہب تشیع کی سیاست کی داد دیں کہ کس طرح صراحت اور وضاحت کے ساتھ اسی فرقہ نے سرے سے قرآن شریف ہی کا انکار کیا ہے۔

شاید کہ اتر جائے۔۔۔

اے میرے محترم بھائیو! حدیث کا اس طریقے سے انکار اور قرآن کا اس طرح انکار ہو تو کوئی بتائے کہ مذہب اسلام اور شریعت مقدسہ کسی طرح بھی ممکن الوجود ہو سکتی ہے؟ ممکن ہے میری اس تحریر کا جواب یا جو آگے عرض کرنے والا ہوں اس کا رد اہل تشیع حضرات لکھنے کی زحمت کریں تو میں سفارش کرتا ہوں کہ اپنے اس رسالہ میں جتنے حوالے میں نے پیش کئے ہیں ان کا مطالعہ فرمالینے کے بعد یہ تکلیف کریں تاکہ اہل علم حضرات بھی صحیح اور غلط کا اندازہ لگا سکیں اور حق و باطل میں تمیز کر سکیں اور اہل تشیع کے ذاکرین صاحبان کی زحمت بھی اکارت نہ جائے جس صاحب کو کتاب کے حوالہ دیکھنے کی ضرورت محسوس ہو تو سیال شریف آکر کتابیں دیکھ کر اپنی تسلی کر سکتا ہے۔

اہل تشیع حضرات کی مذہبی روایات اگرچہ پیش کرنا عقل اور انصاف کے لحاظ سے بالکل بے فائدہ ہے۔ کیونکہ ان کی کسی روایت کا صحیح اور مطابق واقعہ ہونا ممکن نہیں کیونکہ میں یہ نہیں مان سکتا کہ اہل تشیع نے ائمہ کرام کی اصل اور صحیح روایت بیان کی ہو اور اپنے لئے بے ایمانی اور بے نیکی منتخب کی ہو اور جہنمی ہونا اختیار کیا ہو۔ بلکہ خود ائمہ کرام نے بھی حسب تصریح اصول کافی وغیرہ کوئی سچی بات ظاہر نہیں فرمائی اور اپنے آباؤ اجداد کے مذہب کو نہیں چھوڑا تو پھر ایسی روایات لکھنے لکھانے کا کیا فائدہ؟ اور اہل تشیع کے خلاف ایسی روایات ان کے تیار کردہ مذہب کو کیا نقصان پہنچا سکتی ہیں یا ہمیں کیا فائدہ بخش سکتی ہیں مگر میں جو اہل تشیع کی کتابوں سے روایتیں پیش کر رہا ہوں تو میرا مقصد فقط یہ ہے کہ وہ سادہ لوح مسلمان جو ان کی ہنگامہ آرائی اور مجالس میں شرکت کرتے ہیں یا اہل تشیع کے مذہب کو کبھی کسی طرح صحیح تصور کرتے

ہیں۔ ان کو سوچنے اور غور کرنے کا موقع مل سکے تاکہ سوچ سمجھ کر قدم اٹھائیں اور چلنے سے پہلے منزل مقصود کا نقشہ ملاحظہ کر لیں۔ اسی غرض کے تحت یہ رسالہ لکھ رہا ہوں اور شروع سے آخر تک تمام کی تمام روایات صرف اہل تشیع کی معتبر ترین و مسلم ترین کتابوں سے لکھ رہا ہوں اور حوالہ دکھانے کا ذمہ دار ہوں۔